نور افشاں

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر ۱۲ جلد ۱۵ | مطبوعہ ۲۴ - مارچ - بروز پنجشنبہ ۱۸۸۷ء | قیمت فی پرچہ ۲ آنہ
سالانہ معہ محصول ۳ روپیہ

گلدستہ اخبارات

ضروری مضامین کے سبب اس ہفتہ سرکاری خبریں اور تاربرقیات درج نہیں ہو سکیں ناظرین نور افشاں معاف فرماویں۔ **پیرس** میں ایک مجنوں نے قضا کی ایک لاکھ پونڈ چھوڑ مرا۔ **ڈیرہ دون** میں ایک شتر نے اپنے ساربان کو ہلاک کر دیا۔ **دھرم جیون** لکھتا ہے کہ بنگال کے فاضل اور مشہور سویلین مسٹر رومیش چندر دت صاحب نے رگوید کا ترجمہ ختم کر لیا ہے۔ شاید بنگالی زبان میں ہونے کے باعث دیانندی لوگوں کو بہت زیادہ صدمہ پہنچیگا۔ **سکاٹلنڈ** کے ایک رئیس نے ہند کی مسیحی زنانہ تعلیم کے لئے دو لاکھ روپیہ دیا ہے۔ **بابو سوگردت صاحب** مرحوم، ۳۰ لاکھ روپیہ کی ریاست خیرات خانہ۔ شفاخانہ سکول کے لئے اپنی وصیت میں وقف کر گئے ہیں۔ **امتحانات** انٹرنس۔ ایف اے۔ بی اے کلکتہ ۲۸ مارچ سے شروع ہونگے **امیدوار** انٹرنس ۶۰۰۰ ایف اے ۲۵۰۰ بی اے ۵۰۰ ہیں **مدراس** میں ۲ گارڈ ریلوے ریشم چراتے گرفتار ہوئے۔ **انگلستان** نے اخراجات فوج کے لئے ۲۷ کروڑ روپیہ منظور کیا۔ **وسط ایشیا** میں فقیروں کے لباس میں انگریزی مخالفت کا وعظ ہوتا ہے۔ **چین** کی ایک شہزادی نے دین عیسوی قبول کیا۔ اور بدھ مذہب کی کل کتابوں کو جلا دیا۔ **یورپ** میں عورتوں کی آزادی روز افزوں باعث حیرت و رمان ہے۔ **روسی اخبار** طنز الکھتے ہیں کہ ملکہ انگلستان معزول شاہ بلگیریا سے شادی کریگی۔ **آئرلنڈ** میں پولیس پر بندوقوں سے حملے ہوتے ہیں۔ **تھر برسٹنے** میں **امریکہ** میں ایک عورت ۲۱ مئی ۱۸۸۳ء سے سوئی پڑی ہے۔ جاگتی نہیں۔ چہرہ تر و تازہ ہے۔ دم لیتی ہے۔ نیند میں دودھ پیتی ہے۔ **اخبار عام** کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ ضلع جہلم میں غلہ کی گرانی سخت ہے۔ تحصیل چکوال میں ایک عورت چار روپیہ کے بازو بند پر دوپہر کے وقت مار ڈالی گئی۔ **شہر** سنگھائی واقع ملک چین کا نیا حاکم مسیحی ہے۔ **پیکن** دار السلطنت چین کے ایک مسیحی لڑکے کو انجیل حفظ ہے۔ **علیگڈھ** کے مخرج طلبا بعد معافی پھر کالج میں بھرتی کئے گئے۔ **فساد بمبئی** میں ہندوؤں پر جرمانے ہوئے۔ **بمبئی** میں یتیم خانہ پارسیوں کے لئے ۵ لاکھ چندہ ہوا۔ **پارلیمنٹ لنڈن** میں جنگی غباروں کا سوال زیر بحث ہے۔ **یورپ** و امریکہ میں مقدمات طلاق کی کثرت ہے **۲۵** برس ہوئے کہ ضلع شٹینگ واقع چین میں ایک بھی چینی عیسائی نہ تھا۔ اس وقت اسی ضلع میں ۳ سو مقام ایسے ہیں جہاں ہر اتوار کو مسیحی عبادت ہوتی ہے۔ **یورپ** میں ایک بھی طاقت طرفدار انگلستان نہیں ہے۔ **بارادہ یورش** ہندوستان روس ۶ ماہ سے سامان فراہم کر رہا ہے۔ **زور** سے رائے دیگئی کہ افغانستان پر انگریزی قبضہ لازم ہے۔ کب؟ - **روس** نے کامیابی سے رعایائے وسط ایشیا کا دل تسخیر کر لیا۔ **روس** کہتا ہے حملہ ہند کے لئے اُس کے تمام راستے کھلے پڑے ہیں۔ **جزیرہ جاپان** میں اس وقت ۱۰ ہزار مسیحی شریک عشاء ربانی ہیں۔ ۱۴۰ کلیسیائیں ہیں۔ **ہندوستان** میں تجویز ہے کہ بذریعہ کل مردے جلائیں **کہتے** ہیں مہاراجہ کشمیر کا جیب خرچ ساٹھ ہزار ماہواری مقرر ہوا۔ **طہران تبریز** - ہمدان اور رومیا واقع ملک فارس میں ۱۷۲۲ مسیحی شریک عشاء ربانی ہیں۔ بروز اتوار ۲ ہزار آدمی گرجاؤں میں حاضر ہوتے ہیں۔ **نہیں** معلوم یہہ کیونکر ثابت کیا گیا ہے کہ زندوں کا مردوں سے گفتگو کرنا ممکن ہے۔ **انگلستان** آئرلنڈ کو بہتیرا دھمکاتا ہے۔ وہ ایک نہیں سنتا۔ **فی جی** جزیرہ کے کل باشندے اسوقت مسیحی ہیں۔ **جزیرہ فارمنگو** میں جہاں کے لوگ مردم خوار تھے۔ اب مسیح کی طفیل آدمیت

نور افشاں

۲۴ مارچ - ۱۸۹۸ء

ہندو - مسلمان اور عیسائی

بقیہ نمبر ۲

(سلسلہ قائم کرنے کے لئے دیکھو نور افشاں مطبوعہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء)

(۲) رشتہ داری کی صورت جو فی زمانہ مسیحیوں میں دیکھی جاتی ہے۔ وہ بہ نسبت دیگر اقوام کے نرالے ہی ڈھنگ رکھتی ہے۔ غیر اقوام میں دیکھا جاتا ہے۔ کہ رشتہ داری کی زنجیر سے وہ ایک دوسرے سے ایسے جکڑے ہوئے ہوتے ہیں کہ جہاں کسی رشتہ دار کی کسی سے مخالفت ہوئی۔ سب باہم کوڈنگی طرح ملکر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور آپس ہی میں فیصلہ کر لیتے ہیں۔ مگر ہم میں یہہ بات کہاں۔ داماد کلکتہ میں ہے۔ تو سسر پشاور میں۔ بہنوئی بمبئی ہے۔ تو سالہ کشمیر میں۔ الگ الگ بیٹھے ہوئے۔ جہاں دو چار اکٹھے بھی ہیں۔ تو کیا مجال کہ ہر روز صلح سے کٹے۔ اور بغیر رشتہ داری کے جو ہمارا آپس میں میل جول ہے۔ غیر اقوام سے بھی گیا گذرا ہوا۔ ایک دوسرے کو کاٹے کھاتے ہیں۔ اور یوں محبت محبت چار سو پکاری جاتی ہے +

غیر اقوام صرف اپنی ہی ذات میں رشتہ کرتے ہیں۔ جس سے اُن کا تعلق زیادہ میل و محبت کی طرف میلان رکھتا ہے۔ شکر ہے کہ مسیحیوں کے درمیان ایسا تو نہیں ہوتا ہے ہوتا تو کجا ایسی رشتہ داری کو برا اور ذلالت سمجھتے ہیں۔ مثلاً چچا ماموں خالہ وغیرہ کے بیٹے بیٹیوں کے تعلق۔ ہم یہہ تو نہیں کہتے کہ مسیحیوں میں ایسا ہوتا ہی نہیں۔ مگر شاذ۔ سو بھی بنگاہ حقارت دیکھا جاتا ہے۔ الا مسیحیوں میں ایک اور سخت قباحت ہے جسکا ظہور آجکل اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ (غیر اقوام کے لوگ اپنی بیٹی بیٹے شریف خاندان میں بیاہ دینے کو خوش ہوتے ہیں۔ خواہ وہ غریب ہی ہووے۔ اس لئے اُن کی بیٹیاں و بیٹے کم بن بیاہے

دیکھے جاتے ہیں) عموماً بعض خاص کو چھوڑ کر دولت عزت علم اور فیشن کو دیکھتے ہیں۔ اب سارے ہی کہاں سے دولتمند ہو جاویں۔ کبھی دنیا کے شروع سے ایسا ہوا بھی۔ جس بات کے پیچھے ہماری قوم پڑی ہے۔ یہی باعث ہے کہ اکثر ہمارے بھائی اور بہنیں اور بیٹیاں بن بیاہے بڑی عمر تک پہنچ جاتی ہیں۔ اور رشتہ داری کی کوئی صورت نہیں بنتی۔ اگر شرافت اور خاندان کا خیال رہے۔ تو چنداں دقت نہ ہو۔ مگر یہاں تو دولت اور فیشن کی تلاش رہتی ہے۔ یہہ باتیں کیوں پیدا ہوئی ہیں۔ صرف انگریزی تعلیم کی تاثیر۔ اور انگریزی قوم کے نیو فیشن کو اختیار کرنے سے۔ اگر ہم بھی سادے طور پر اپنی حالت و لباس میں رہتے جسطرح اور قومیں ہیں تو کیا آج ہمکو یہہ دن دیکھنا نصیب ہوتا۔ کہ عوام الناس غیر اقوام ہمیں مطعون کرتے ہیں کہ تمنے تو مذہب کے ساتھ لباس و فیشن صورت بھی بدل لی ہے۔ اب یہہ خیالات کہاں سے پیدا ہوئے۔ اگر آپ اے مسیحی ناظرین برا نہ مانیں۔ تو ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ اسکے دو سبب ہیں +

شق اول۔ لڑکیوں کی تعلیم۔ یہہ تو ہم نہیں کہتے کہ کیوں لڑکیوں کو تعلیم دیجاتی ہے۔ یا کیوں دیجاتی ہے۔ ایک زمانہ اسباب کا قائل ہے۔ اور اس امر میں سعی کر رہا ہے کہ عورات کو اعلیٰ تعلیم دینی چاہئے۔ بیشک ٹھیک ہے۔ کیونکہ جبتک ہمارے ملک کی عورتیں علم میں ترقی نہ کرینگی۔ ہندوستان کی حالت کبھی نہ سدھریگی۔ مگر مناسب وقت اور حالت زمانہ کو دیکھنا چاہئے۔ لڑکے تو اس قدر تعلیم یافتہ نہ ملینگے جس قدر اس وقت مسیحیوں میں لڑکیاں تعلیم یافتہ ہیں۔ اور یہہ تعلیم اُن کو اپنی حالت پر رہنے نہیں دیتی۔ مغرور اور بدمغز بنا دیتی ہے۔ غریب والدین کو وہ کچھہ نہیں سمجھتی۔ علم کا نتیجہ تو خاکساری حلیمی و فروتنی ہونی چاہئے۔ اور پھر علم کے ساتھ انجیل کی تعلیم کیا کچھہ انسان کو نیک نہیں بنا دیتی۔ مگر یہاں الٹا کارخانہ ہے۔ سبب اس کا یہہ ہے۔ کہ ابھی ہمارا ملک اس لائق نہیں ہے۔ جس میں عورات اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اپنی حیثیت کا خیال رکھیں۔ یہہ وہی مثل ہے۔ کہ صراحی میں مٹکے کا پانی ڈالدو۔ آخر صراحی بھر کر باقی کہاں سماویگا۔ البتہ صراحی کا مٹکے میں بخوبی سما سکتا ہے۔ سو یورپ کا حال ہے +

شق ثانی مشن کی ملازمت ہے۔ جسمیں ہمارے مسیحی بھائیوں کی بہو بیٹیاں نوکر ہو کر اپنے آپ میں نہیں رہتیں۔ اور جو اُس کے نتائج ہیں سو بھی اظہر ہیں۔ جیسا کہ جہلم میں پچھلے دنوں واقع ہوا۔ یہہ توفیق خدا نے یورپ ہی کے لوگوں کو دی ہے۔ کہ وہ اسقدر تعلیم پا کر اور علمیت رکھکر دینداری اور فروتنی کا لباس زیب تن رکھتے ہیں۔ اول سب سے ایمانداری اور مسیحیت میں کوشش کرنی فرض ہے۔ جب سچی اور حقیقی دینداری سے ہم ملبس ہونگے۔ تو وہ کونسی دنیوی غرض ہوگی۔ جو ہم کو مغرور کر دیگی۔ آپ اگر ذرا غور سے ان باتوں پر خیال فرماویں۔ تو آپ پر بخوبی روشن ہوگا۔ کہ ہماری تحریر کس نیک نیتی اور قومی ہمدردی کی ہے +

رشتہ داری قومی درخت کی جڑ ہے۔ جب جڑ ہی قایم نہ ہو۔ تو درخت کیسے بڑھیگا۔ اور پھلے پھولیگا۔ اس کو قائم کرنا چاہئے۔ دولت و علم کا فخر چھوڑ کر دینداری اور شرافت پر خیال اول چاہئے۔ یہہ تو واجب نہیں کہ اہم بڑے آدمی ہیں غریب سے کیوں رشتہ جوڑیں۔ یا ہم فلانے خاندان کے ہیں۔ ہم ہندوؤں سے عیسائی ہوئے ہیں۔ وہ مسلمان تھا۔ یا ہم بنگالی ہیں۔ وہ پنجابی ہے۔ ہم برہمن تھے۔ اُس کا باپ چمار تھا۔ جب مسیح میں آگئے تو یہہ خیال کہاں رہے۔ انکی جگہہ بھی نظر نہیں آتی۔ مسیح خداوند نے تو ایک بڑھئی کے گھر جنم لیا تھا۔ مچھوئے اُسکے شاگرد تھے۔ ان خیالات کو چھوڑ کر سب مسیحی اپنے آپ کو ایک قوم سمجھکر آپسمیں [illegible] طرح باہم ملاپ رکھیں۔ اور کسی کو حقیر نہ سمجھیں۔ جیسا مسیح ایک کے لئے موا۔ ویسا ہی دوسرے کے لئے موا۔ جیسا مسیح چمار کا خداوند ہے۔ ویسا ہی برہمن کا۔ اس ذات کی تفاوت نے تو ہندوستان کا ستیاناس کیا ہوا ہے۔ انجیل تو اس دیوار کو

درمیان سے ڈھائے- اور آپ اُس کو بنادیں- یہہ ضدیں امور ہیں- اور جتماع ضدین محال ہے- یہیں خداوند کا نمونہ بنیا چاہئیے- نہ ملک کی ذاتوں کا حب تک اس طرح مسیحیوں میں ایک دوسرے کے ساتھ میل جول ہو کر رشتہ داریاں نہ ہونگی مسیحیوں کا ایک قوم ہوجانا- ناممکن ہے آگے آپ مختار ہیں +

(ب) علمی مخبری مسیحیوں کے ایک قوم ہونے کے لئے کچھہ کم روک نہیں + باقی آیندہ

عدم ضرورت قرآن

طبع ثانی

مصنفہ پادری جی- ایل ٹھاکر داس صاحب

سندرجہ عنوان لاجواب رسالہ پادری ٹھاکر داس صاحب کی تصنیفات میں سے ہے پہلی دفعہ اس رسالہ کے مضامین نمبروار اخبار نور افشاں میں شایع ہوتے رہے- پھر رسالہ کی صورت میں ہو کر بعد نظر ثانی مصنف صاحب طبع ہوا- یہہ رسالہ جیسا کہ قرآن کی عدم ضرورت ثابت کرنے کے لئے لاجواب ہے- ویسے ہی اُسنے اپنی ضرورت بھی ثابت کی ہے- کہ اب مکرر چھپکر پنجاب ریلجس بک سوسائٹی کیطرف سے ہمارے پریس میں ۱۹۲ صفحہ اول درجہ کے کاغذ پر چھپکر شایع ہو گیا ہے- ناظرین اخبار جانتے ہیں- کہ اس میں نہ تو محمد صاحب کی زندگی پر ریویو ہے- اور نہ اُنکی نبوت پر حملہ ہے- اور نہ کسی قسم کا الزامی جواب- اسمیں صرف یہہ ثابت کیا ہے- کہ انجیل و توریت کے ہوتے ہوئے قرآن کی حاجت نہیں- یہہ بات ایسی دلائل قاطع و براہین ساطع سے ثابت کی ہے کہ اس کو لاجواب کہنا کچھہ زیادہ گوئی یا بیجا بات نہیں +

امید ہے- کہ اب بھی اگر زیادہ نہیں تو اتنا ہی اثر اسکا ضرور ہوگا- جیسا کہ پہلے ظاہر ہو چکا ہے- یہہ رسالہ لاہور میں پنجاب ریلجس بک سوسائٹی کے ہاں یا امرتسر حال بازار بابو میلوس صاحب سے بلا محصول ۵ قیمت پر دستیاب ہو سکتا ہے- جو صاحب چاہیں نقد قیمت بھیجکر طلب فرمادیں +

سوامی دیانند اور اُنکا پنتھہ

اِس نام کا ایک رسالہ برہمہ پرچار آفس لاہور کے منیجر صاحب نے بڑی مہربانی سے ہمیں اِرسال فرمایا ہے- رسالہ مذکورۃ العنوان برہمہ پادری ستیانند اگنی ہوتری صاحب کی تصنیفات سے ہے- اس کو ہمنے جس شوق سے منگوایا ویسے ہی بڑے ذوق سے مطالعہ کیا- اسمیں تین ابواب ہیں + باب اول میں سوامی دیانند کی زندگی کے کچھہ واقعات اور اُن کی زندگی کا آخری مقصد اور کام +

دوسرے باب میں سوامی صاحب کی کاروائی کے خوفناک نتایج +

تیسرے باب میں برہمہ دھرم کے مقصد اور اُس کی زندہ تعلیم اور آریہ سماج کے مقصد اور کام کا فرق +

جس خوبی سے دیانند صاحب کی سوانح عمری (الف) کا اس رسالہ میں خاکہ اُتارا ہے- قابل دید ہے- اُس کو پڑھکر نہ صرف تعجب بلکہ سخت حیرت ہوتی ہے کہ جس پیشوا کی زندگی کے حالات ایسے خوفناک اور گھنونے ہوں- پیرو کیسے ہونگے اور جب ہم آریا صاحبان اور اُنکے حالات اور روزمرہ کے کاروبار کو دیکھتے ہیں تو یہہ پنجابی مثل خوب موقع پر یاد آتی ہے- اور ٹھیک گو اور چیلوں کے مصداق ہے +

گرو جنہاں دے ٹپنے چیلے جان ٹڑپ

اس میں بتایا گیا ہے- کہ یہہ شخص کون تھا- اور اُس نے آریہ مت کس غرض سے ایجاد کیا- اور کن کن چالوں سے اس شخص نے عوام الناس کو دھوکھا دیا- مذہب اور پاکیزگی وغیرہ کو اُسکے اصولوں میں کہانتک دخل تھا- ہمیں آریہ صاحبان کی حالت دیکھکر سخت افسوس اور ترس آتا ہے- کہ وہ ایک ایسے شخص کے پیچھے لگے ہیں- جسکی اپنی ہی زندگی نہایت خوفناک اور قابل اصلاح تھی +

آخر میں جو اس رسالہ میں آریا اور برہمہ تعلیم کا مقابلہ کیا گیا ہے- وہ بھی دیکھنے کے لائق ہے- بمقابلہ آریہ تعلیم حقیقت میں برہمہ تعلیم انسان کی اخلاقی زندگی کے لئے نہایت پاکیزہ اور قابل قبولیت ہے- مگر افسوس ہے کہ وہ بھی نجات کے لئے کافی نہیں کیونکہ برہمہ دھرم کی تعلیم کے مطابق انسان خود ہی پاک ہو سکتا ہے- اور اپنی ہی کوشش سے اُس اعلیٰ پاکیزگی کو جو پیشواؤں میں ہے حاصل کر سکتا ہے- اور نیک اعمال اور اخلاقی خوبیوں سے انسان بوسیلہ الہام (جس کو الہام شخصی کہتے ہیں) جو کچھہ اُس کو نجات کے لئے ضروری ہے حاصل کر سکتا ہے- لیکن انجیل سکھاتی ہے- کہ انسان کی صرف اپنی کوشش لاحاصل ہے- اسبات کا مفصل ذکر ہم اُس وقت کرینگے جبکہ رسالہ بنیاد الایمان پر ریویو لکھینگے +

حاصل کلام یہہ ہے- کہ رسالہ مذکور آریہ صاحبان کے پیشوا کی حالات زندگی دیکھنے اور معلوم کرنے کے لئے ایک آئینہ ہے- شایقین اُس کو ضرور دیکھیں- خصوصاً ہمارے مسیحی بھائی ور وہ عظلان انجیل اُسکے مطالعہ سے بہت نفع اُٹھائینگے +

قیمت صرف ا؍ بلا محصول ہے- امر سنگھ کپور منیجر برہمہ پرچار آفس لاہور سے ملسکتا ہے +

گذشتہ پرچہ نور افشاں میں جو ایک مضمون متوسل کمیٹی امرتسر کی فیاضی کی بابت درج تھا جسمیں پنجابی عیسائی صاحب نے کمیٹی کا بڑا شکریہ ادا کیا- ہم نہیں جانتے کہ اسمیں شکریہ کی کونسی بات تھی- کیونکہ اُن دونوں رقموں سے عیسائیوں کو کیا ملا- اُنہوں نے جو کچھہ دیا اپنے بچوں کی تعلیم اور اپنے مفید کے لئے- کمیٹی نے تو وہی مراسی کی پنجابی نقل کر دکھائی +

ایہہ لے میراں بھی وچہ رکھ لے

ہزاروں روپیہ تو مشنری اُنکے لئے خرچ کریں کمیٹی نے بھی آن ایک رقم دکھائی- کہ لیجئے صاحبان آپ جو ہماری ضیافت کرتے ہیں- تو ہماری طرف سے ہلدی ڈال لیجئے- بات اور فیاضی تو تب تھی- کہ مسیحی بچوں کے لئے دیا جاتا ہے- جیسے اگزنڈر سکول یا آرفن سکول وغیرہ مگر انکا اپنا ہی فائدہ مد نظر ہے- دوسروں کی کیا فکر- ہماری مدد آسمان کے خدا سے ہے جو سب کا پروردگار اور حاکم ہے ۵ مزا ہوگا جو سن لے داور حشر- کچھہ اُن کے شبہ سے کچھہ میری زباں سے +

مراسلات

(سلسلہ قایم کرنیکے لئے دیکھو نور افشاں مطبوعہ ۱۰ مارچ نمبر ۱)

براہین احمدیہ

مقدمہ صفحہ ۱۱۶ — ۱۲۸ ابر

بقیہ ریویو نمبر ۵

(۳) باوجود اس سخت گمراہی اور بدچلنی کے وہ زمانہ شائستگی اور علم کا زمانہ تھا۔ منکروں کی بات اُس حالت میں بن سکتی اگر مسیح کا ظہور مثل محمد کے ایک جاہل قوم اور وحشی زمانہ میں ہوتا۔ ایسے زمانہ میں جلسازی اور بڑی بڑی فریب بازیوں کی گنجایش ہو سکتی ہے۔ اور ایسی حالت میں عوام کو سچائی کی تحقیقات کی کم سوجھتی ہے اور نہ اس امر کے لئے طاقت اور تمیز ہوتی ہے جس سے جعل اور صدق میں تمیز کر سکیں۔ اس صورت میں دین عیسوی ازحد فوقیت رکھتا ہے کیونکہ مسیح کے ظہور کا زمانہ وہ زمانہ تھا جب یونانی علم اور شائستگی اپنی پوری طاقت میں تھے۔ ہاں وہ۔ وہ زمانہ تھا جو ویبلز کا زرین زمانہ کہلاتا ہے۔ جسے اگستس کا زمانہ بھی کہتے ہیں جو اپنے انشا اور فنون کے لئے ضرب المثل ہے۔ مسیح کے رسولوں نے اُقلیدس اور ارسطو اور لانگی نس کی زمین میں سفر کیا اور کلیسیا میں قایم کیں۔ وہ دیماس تھینیز اور سولن اور پائتھاگرس اور ہومر اور پنڈر اور تی ریس اور وارو اور انکس اور سسرو اور سالبسٹ اور لوی اور ہوریس اور اووڈ اور ورجل کے ملکوں میں پھرے اور دین عیسوی کو پھیلایا۔ یہہ وہ زمانہ تھا جسمیں سنیکا فلاسفر نیرو بادشاہ کا اُستاد اور لوکن شاعر اور قوان لش گرٹی اُس سکندر اعظم کا مورخ اور پلنی فلاسفر اور ٹیسیٹس مورخ وغیرہ ہوئے۔ یہہ اور اس قسم کے آدمی اُس زمانہ میں تھے جو رومی سلطنت میں لوگوں کی عقل اور چال چلن پر اثر کر رہے تھے جب دین عیسوی کا دور شروع ہوا۔ ہاں جس زمانہ میں ابن اللہ ظاہر ہوا وہ وہ زمانہ تھا جب شائستہ قوموں میں دو قسم کی فلاسفی مروج ہو رہی تھی یعنے یونانی اور مشرقی اور یہہ دونوں لوگوں پر بہت وسیع اثر رکھتی تھیں کیونکہ بڑے بڑے فلاسفر اُنکے بانیوں میں داخل تھے۔ وہ افتوی اور لکاوشک اور ارسطو کے پیرو اور افلاطون کے پیرو اور سطوئقی کہلاتے تھے۔ باوجود ایسے روشن ہونے کے پھر بھی وہ زمانہ روشنی کا محتاج تھا۔ ایسے زمانہ میں کہ لوگ انجیل کو بیوقوفی سمجھتے تھے مسیح کے سفیر اور ایلچی جو غریب اور دنیا کے نزدیک بے وقوف تھے یہودیہ ملک سے نکلے اور پھر گئے۔ اور دنیا کی حکمت کا یوں مقابلہ کیا کہ خدا نے دنیا کے بے وقوفوں کو چن لیا کہ داناؤں کو شرمندہ کرے (اقرنتیوں ۱: ۲۷) یونانیوں کو یہہ کہا کہ یونانی حکمت کی تلاش میں ہیں پر ہم مسیح کی جو مصلوب ہوا منادی کرتے ہیں کیونکہ دنیا نے حکمت سے خدا کو نہ پہچانا (اقرنتیوں ۱: ۲۱-۲۴) رومیوں کو یہہ جتایا کہ اگرچہ اُنہوں نے خدا کو پہچانا تو بھی خدائی کے لائق اس کی بزرگی اور شکرگذاری نہ کی بلکہ اپنے خیالوں میں بیہودہ ہو گئے اور اُنکے نافہم دل تاریک ہو گئے وے آپ کو دانا ٹھہرا کے نادان ہو گئے اور غیرفانی خدا کے جلال کو فانی آدمی اور چڑیوں اور چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت سے بدل ڈالا۔ (رومیوں ۱: ۲۱ وغیرہ) اور پولوس رسول کہتا ہے کہ میں یونانیوں اور بربریوں داناؤں اور نادانوں کا قرضدار ہوں سو میں تم کو بھی جو روم میں ہو مقدور بھر انجیل کی خبر دینے پر تیار ہوں کیونکہ میں مسیح کی انجیل سے شرماتا نہیں اس لئے کہ وہ ہر ایک کی نجات کے لئے جو ایمان لاتا پہلے یہودی پھر یونانی کے لئے خدا کی قدرت ہے۔ (۱: ۱۴-۱۶) +

پس یہہ دنیا کا حال تھا جسکے مقابل میں مسیح اور اُس کے رسولوں نے انجیل کو پیش کیا۔ اور دنیا کی ایسی حالت میں یہہ سامان سفیر نئی تعلیم کو ترقی دینے کے لئے کوئی دنیاوی سامان نہ رکھتے تھے۔ لہذا ہم اُس زمانہ کی گمراہی اور بت پرستی اور تعصب سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ دین عیسوی کی نئی تعلیم کا بدون امداد الہی کے پھیلنا اور بت پرستی وغیرہ کا دور ہو جانا کیسا مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ مگر شاید یہہ باتیں انجیل کی ترقی کی سدراہ نہ ہوتیں ایسا کہ انجیل کو روک سکتیں مگر جب دنیا نے اپنے اس قدر زور کو انجیل کے مقابلہ کے لئے کافی نہ پایا کیونکہ اُن کا پرانا دین جاتا نظر آتا تھا تو اُنہوں نے اُس کو روکنے اور نیست کرنے کے لئے وہ طور اختیار کئے جیسے محمد صاحب نے اپنے دین کو پھیلانے کے لئے اختیار کئے تھے۔ لہذا اب ہم اپنے دوسرے مطلب کیطرف رجوع کرتے اور وہ یہہ ہے +

دوم۔ مسیح یسوع نے اپنا دین مشتہر کرنے کے لئے کیا سامان اختیار کیا تھا۔ اور اُسکے مقابلہ میں قوموں نے اُس کے روکنے بلکہ نیست کرنے کے لئے کیا کیا سامان کیا تھا +

(۱) مسیح نے اپنا شاہانہ مقدور حاصل کرنیکی کوئی تدبیر نکی بلکہ یہہ کہا کہ میری بادشاہت اس جہان کی نہیں اگر میری بادشاہت اس جہان کی ہوتی تو میرے بندے لڑائی کرتے تاکہ میں یہودیوں کے حوالے نہ کیا جاتا پر میری بادشاہت یہاں کی نہیں (یوحنا ۱۸: ۳۶) +

(۲) شاگرد بھی وہ مقرر کئے جن میں سے بہتیرے جاہل اور عوام میں سے ماہی گیر اور محصول لینے والے اور چند ایک خواندہ بھی چنے تھے یہہ لوگ غریب تھے اور مسیح نے اُنہیں دنیا کے مقابلہ کے لئے کوئی دنیاوی سامان نہ دیا بلکہ یہہ کہا کہ میرے نام کے سبب سے سب تمہارے دشمن ہونگے (مرقس ۱۳: ۱۳) اور (متی ۲۴: ۹) - یہہ کیسی خطرناک پیروی تھی اور بجائے دنیاوی سامان دینے

کے یہہ کہا کہ تم دکھہ اُٹھاؤ گے۔ خیال کرو کہ کون دیدہ و دانستہ موت کے منہہ میں پڑنا چاہتا ہے +

(۳) اور تو کچھہ سامان نہ دیا صرف یہہ فرمایا کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا اِس لئے تم جا کے سب قوموں کو شاگرد کرو اور اُنہیں باپ اور بیٹے اور روح قدس کے نام سے بپتسمہ دو اور اُنہیں سکھلاؤ کہ اُن سب باتوں پر جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے عمل کریں اور دیکھو میں زمانہ کے آخر ہونے تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں۔ (متی ۲۸: ۱۸ و ۱۹ و ۲۰)۔ دنیا کے مقابلہ کے لئے فرمایا کہ جا کے سُناؤ۔ اور اپنے الٰہی ساتھ کا وعدہ کیا۔ غرضکہ مسیح نے اپنے دین کی تشہیر کے لئے یہہ سامان کیا تھا۔ اور اُس کے ساتھ معجزے کرنے کی قدرت بخشی۔ پس تمام دنیا وی زور کے برخلاف اُنہیں یہہ آسمانی زور دیا گیا تھا +

(۴) پیغام جو آپ لائے تھے اور وہی رسولوں کو سونپا یہہ تھا کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا ہے کہ اُسنے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہ ہووے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے جو اُس پر ایمان لاتا ہے اُس کے لئے سزا کا حکم نہیں لیکن جو اُس پر ایمان نہیں لاتا اُسکے واسطے سزا کا حکم ہو چکا۔ (یوحنا ۳: ۱۶ و ۱۸) اِس پیغام میں خدا نے اپنے تئیں اور اپنے فضل کو اپنے بیٹے کے وسیلے اِس گناہگار دنیا پر ظاہر کیا۔ کیونکہ یونہی لکھا تھا اور یونہی ضرور تھا کہ مسیح دکھہ اُٹھاوے اور تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھے۔ اور یروشلم سے لیکے ساری قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اُس کے نام سے کیجائے (لوقا ۲۴: ۴۶-۴۷) + باقی آئندہ

اندپور کا میلہ

ملک ہندوستان میں قریب قریب ہر ایک شہر میں کوئی نہ کوئی میلہ ہوتا ہے۔ میلے کے معنے اصل میں ملنے کے ہیں۔ مگر ہندوستان کے میلوں کی صرف یہی غرض ہوتی تو کیا خوب ہوتا لیکن افسوس کہ ایسے موقعوں پر صدہا قسم کے بُرے اور گنہوں نے کام دیکھنے میں آتے ہیں کہ جنکا بیان کرنا بھی شرم ہے +

عرصہ چند روز کا ہوا کہ ضلع ہوشیارپور کے ایک قصبے میں جسکے نام سے یہہ میلہ مشہور ہے بڑی دھوم دھام سے سکھہ لوگوں کا ہجوم ہوا اِس ملک میں ہولی یا ہولے کا میلہ تمام شہروں میں ہوتا ہے جو ہندوؤں میں دیر سے چلا آتا ہے۔ لیکن سکھوں نے جو در اصل ہندوؤں ہی کی سب رسومات مانتے ہیں حالانکہ وے ایک علیحدہ کتاب کے معتقد ہیں اور علیحدہ مذہب رکھتے ہیں اِس ہولے کے دنوں میں اپنے گوروں کی سمادھوں کو پوجنا اور اُن کی زیارت کرنا اور منتیں ماننا اور سنگتیں لگنا ٹھہرایا اور ساتھ ہی ہندوؤں کیطرح خاک اُڑانے اور گلالی اور رنگ ڈالنے کو بھی روا رکھا۔ اب جیسا کچھہ کمترین نے اِس میلے میں مشاہدہ کیا ناظرین نور افشاں کو اُس سے واقف کرنا چاہتا ہوں +

یہہ میلہ اگرچہ اندپور کے نام سے مشہور ہے مگر شہر موصوف سے قریب ۵ کوس کے فاصلہ پر کیرت پور نامے ایک قصبے میں بھی بھرتا ہے۔ پہلے تین روز تک کیرت پور میں لوگوں کا ہجوم رہتا ہے اور بعد ازاں سب لوگ اندپور کو چلے جاتے ہیں۔ کیرت پور کے میلے کی یہہ مختصر کیفیت ہے۔ یہہ میلہ کیرت پور میں جو ٹیلوں کے دامن اور دریائے ستلج کے کنارے پر واقعہ ہے بھرتا ہے۔ اِس قصبہ سے تھوڑی دور ایک اونچے ٹیلے کی چوٹی پر ایک مندر نہایت عمدہ طور سے ایک وسیع جگہہ میں بنا ہوا ہے۔ اونچے پتھر کی دیواروں کے اندر جسکے چاروں کونوں میں بُرجیاں ہیں ایک خوبصورت سمادھہ بنی ہوئی ہے جس کو سکھہ بابا گوردتے کی سمادہ کہتے ہیں اُس کے آگے پکا فرش دور تک بنا ہوا ہے اور اوپر چڑھنے کے واسطے بہت سی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں جن پر سے چڑھکر سکھہ لوگ اُس سمادھہ تک پہنچتے ہیں اور اُسکو سجدہ کرتے اور کڑاہ پرشاد اور بہت کچھہ نقد بھی چڑھاتے ہیں۔ اُس سے تھوڑی دور آگے بڑھکر ایک مسلمان بابا بڈھن شاہ نامے کی قبر ہے اُسکو بھی سکھہ لوگ پوجتے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ وہ شخص بڑا بزرگ تھا اور بابا گوردتے کا دوست تھا اور یہہ بھی کہتے ہیں کہ اُس کی بکریوں کو ایک شیر چرایا کرتا تھا جہاں بڈھن شاہ کی قبر ہے وہاں ایک قبر شیر کی اور دو قبریں بکریوں کی بنی ہوئی ہیں۔ کیرت پور میں بہت میلا نہیں بھرا جیسا کہ آگے بھرا کرتا تھا۔ پولیس کا انتظام اچھا تھا۔ اور ڈپٹی کمشنر صاحب ہوشیارپور بھی تشریف فرما تھے اور اور اہلکار ڈپٹی صاحب اور تحصیلدار صاحب بھی تشریف لائے تھے کئی ایک پادری صاحبان بھی کئی جگہہ سے تشریف لائے تھے جنہوں نے بڑی سرگرمی سے میلے میں کام کیا بعد اُسکے کیرت پور سے میلہ برخاست ہوکر اندپور میں چلا گیا +

اندپور کے میلے کی مختصر کیفیت یہہ ہے۔ یہہ وہ جگہہ ہے جہاں سکھہ لوگ جاکر پاہل لیکر سکھہ بنتے ہیں۔ ایک بڑا مندر ایک ٹیلے پر ہے جسکا نام کیس گڈھ ہے جہاں سکھہ لوگ ایک روپیہ اور چار آنے دیکر اپنے سر پر کیس یعنے لمبے بال رکھنے شروع کرتے ہیں۔ اور اِس ہی جگہہ میں سکھوں کے کئی گوروؤں کی یادگاری کی جگھیں بنی ہوئی ہیں اور گوبند سنگھہ صاحب کے والد تیغ بہادر صاحب کا سر بھی جو بادشاہ اورنگ زیب کے وقت میں دہلی میں ایک مذہبی شبہہ سے کاٹا گیا تھا اُسی جگہہ میں پہونچا گیا اور اُس جگہہ ایک بڑا جھنڈا کھڑا کیا ہوا ہے جسکو لوگ بڑی تعظیم دیتے ہیں۔ اِس جگہہ اِس میلے کا حال قابل افسوس ہے۔ میلہ شروع ہوتے ہی مستورات اندپور کی تمام کوٹھوں کے اوپر ہر ایک گلی اور کوچے میں جہاں میلے والوں کا گذر ہوتا

ہو بیٹھ جاتی ہیں اور لوگ شہر میں داخل ہوتے ہی فحش اور گندے گیت گانے شروع کرتے ہیں اور گندے گندے اشارے عورتونکیطرف کرتے ہیں اور اُن کی طرف جو اُن سے اونچی جگہہ پر کوٹھوں اور چوباروں کے اوپر بیٹھی ہوتی ہیں بیر اور مٹھائی اور خاک و لکڑیاں وغیرہ پھینکتے ہیں اور عورتیں بھی اوپر بیٹھکر بے شرمی کے جانے پہنے ہوئے مسکراتی اور ہنستی ہیں بھلے لوگ یہہ حال دیکھکر آنکھیں نیچی کرتے ہیں اور شریر اس شرارت سے خوش ہوکر زیادہ زور و شور میں آکر گندے اور کفر کے کلمے بولتے ہیں۔ افسوس کہ اس موقعہ پر پولس کا انتظام کچھہ نتھا اور سُننے میں آیا ہے کہ کسی شریف باعزت شخص نے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں ایک عرضی بھی دی تھی کہ یہہ شرارت کسی طور سے بند کیجاوے اور صاحب موصوف نے یہہ عرضی ڈپٹی صاحب کے پاس بھیجدی تھی مگر معلوم نہیں کہ کیا حکم ہوا۔ میلے کے ایام میں یہی بُرا حال رہا ہے۔ شریر لوگ مستورات کے اوپر رنگ پھینکتے اور ناجائز باتیں بے تحاشہ بولتے تھے انندپور میں سوا شرارت اور بے حیائی کے اور کچھہ نظر نہ آتا تھا۔ جب ایسی خرابی کا سبب پوچھا گیا تو ایک سکھہ صاحب نے فرمایا کہ دسویں بادشاہ (گوبند سنگھ صاحب) نے خود کہا تھا کہ ایسی شرارت یہاں ہوا کریگی اور سکھہ یہاں ہولی کھیلا کرینگے۔ افسوس صد افسوس کہ انسانکی طبیعت کہانتک گناہ کی طرف رجوع ہو رہی ہے کہ وہ اس میں چور ہو رہا ہے اور گناہ کو ایسا پسند کرتا ہے کہ شیر و شکر کیطرح کھاتا اور پیتا جاتا ہے اور اپنی بُرائی اور بھلائی کا مطلق خیال ہی بھول گیا اس میلے میں لوگوں کی ایسی بے جا اور ناجائز حرکتیں اور برملا شرارتیں دیکھکر دل کو بڑا رنج گذرتا تھا۔ اس میلے میں بھی پادری صاحبان وعظ کرتے تھے اور شہر کے باہر تھوڑی دور تنبو لگاکر وہیں لوگوں کو نصیحت کرتے تھے اور میلے کے آنے جانے والے اکثر اُن کے پاس کھڑے ہوکر سُنتے تھے اور جب میلے کی خرابی اُن کو جتائی جاتی اور اُن کی بطالت ثابت کیجاتی تھی تو وہ اُسکو قبول کرتے تھے کہ درحقیقت یہہ بُری باتیں دوزخ کے کام ہیں +

انندپور کا بازار بہت تنگ ہے بہت بھیڑ کے سبب سے رستہ گویا بے گذر ہو جاتا تھا اور بڑی مشکل سے ایک دوسرے کو دبا کے لوگ گذرتے تھے لیکن بھیڑ میں گھوڑے اونٹ اور ہاتھی بھی گلیوں میں سے گذرتے تھے جن کے سبب سے لوگوں کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ کاشکہ میلوں میں گندے اور فحش گیت گانے اور بے جا حرکتیں کرنا جنکو لوگ بلا روک ٹوک کرتے ہیں بند ہو جاویں۔ اور یہہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ اسکے صرف دو ہی وسیلے ہیں اوّل کہ لوگ گناہ سے واقف ہو جاویں اور اُس کی بری زہر اور آخری نتیجہ یعنے دوزخ کے عذاب سے آگاہ ہو جاویں اور خدا کے کلام سے جو انجیل شریف ہے واقف ہوکر خداوند یسوع مسیح پر ایمان لاویں تو اُس وقت اُس ایمان کے وسیلے سے وے غسل دلائے جاوینگے اور روح القدس اُنکے دلوں کو اُنکے گناہوں سے پاک کریگی تب وے ایسی حرکتیں ہرگز نہ کرینگے۔ دوم۔ کہ سرکار دولتمدار کہ جس نے اس ملک کی بُری رسومات مثلاً ستی ہونا۔ انسان کی قربانی کرنا وغیرہ کو جبراً اور حکماً بند کر دیا خود ایسی شرارتوں کا انسداد فرماوے اور شریروں کو خاطر خواہ سزا دیوے +

الراقم جے - ایس

منقولات

جدید تصنیفات

مضمون مندرجہ ذیل ہم اخبار کوہ نور سے نقل کرتے ہیں۔ امید کہ ناظرین اس سے فائدہ اُٹھاوینگے یہہ ایک ریویو ہے اُس کتاب پر جس کا اشتہار اخبار رفیق ہند میں کئی مرتبہ شایع ہو چکا ہے جس کا نام تعظیم التورات یا عیسایوں سے مناظرہ کرنے والوں کے لئے ایک بہت بڑا میگزین چھپے بھیدوں کا جاسوس۔ صاحب کوہ نور نے انصاف سے اُسپر ریویو کیا ہے ہمیں رائے زنی کی حاجت نہیں ناظرین غور سے ملاحظہ فرماویں صاحب کوہ نور کسی ایک کتاب کی بابت اسطرح تحریر فرماتے ہیں

لیکن نمبر ۲* کی کتاب سب سے زیادہ غور و توجہ چاہتی ہے۔ اسکے مصنف بابو جان ہنری صاحب کوئی پادری ہیں۔ لیکن شائد مرزا (عبد الاحد) حسرتی نے اس کو چھپوایا ہے اور مشتہر کرایا ہے۔ حسرتی صاحب نے اصل کتاب سے پہلے اپنی طرف سے ایک دیباچہ اور نیز مؤلف کتاب کی سرگذشت اضافہ کی ہے۔ اور اگر فقط انہیں دونوں تحریروں کو پڑھنے پر کفالت کیجائے تو کتاب کے مقصد اور مصنف کے خیالات سے بہت کچھہ واقفیت ایک شخص کو ہو سکتی ہے اس کتاب کے سرورق پر یہہ عبارت تحریر ہے "عیسایوں سے مناظرہ کرنے والوں کے لئے ایک بہت بڑا میگزین چھپے بھیدوں کا جاسوس"، شائد اُن لوگوں کے لئے جنہیں دینداری اور خدا پرستی کی حد محض کچھہ بیرونی باتیں اور چند باتوں کا اقرار یا انکار ہے یہہ کتاب ایسی ہی ہو مگر جو لوگ زیادہ گہرائی کیطرف جاتے ہیں وہ اس کو تقویم پارینہ سے زیادہ منزلت نہ دینگے۔ مصنف کی سرگذشت سے جو ایک طرح پر نہایت عجیب و غریب ہے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ توریت یعنے موسوی شریعت کے زیادہ پابند تھے یہاں تک کہ اُنہوں نے تمام عادات و رسوم یہودیوں کے اختیار کر لئے تھے۔ اتوار کی جگہہ سنیچر کے دن کو سبت مناتے تھے۔ اور ایسی تاکید

* تعظیم التورات

اِس میں کرتے تھے کہ جمعہ کی شام تک ہفتہ کی ضروریات گھر میں رکھ لی جاتی تھیں اور شام سے کیا امکان تھا کہ گھر میں سوا چراغ کے آگ تو جلجائے۔ ہفتہ کے دن جمعہ کا پکایا باسی کھانا کھاتے تھے،، مگر اسی پر قناعت نہیں کی کوئی چالیس برس کی عمر تھی جسوقت مرزاپور میں جاکر ختنہ کرایا۔ اور حضرت ابراہیم کی سنت پوری کی اور حرام اشیا سے یہودی شریعت کے مطابق پرہیز کرتے تھے غرضکہ اُنکا ایمان حضرت مسیح کے اِس قول پر تھا کہ توریت کا ایک شوشہ نہیں ٹلیگا تا وقتیکہ زمین و آسمان ٹل نجائے۔ جس سے اِن کے خیال میں اُسی طریقہ سے مراد تھی جسکو مکھی پر مکھی،، مارنا کہتے ہیں اور بلاشبہ یہہ مصنف کے شاگردان رشید کے لئے بہت بڑے فخر کا مقام ہے کہ اُنہوں نے بھی اپنے بزرگ اُستاد کی سنت کو اِس درجہ تک ملحوظ رکھا کہ کتاب زیر بحث کے چھپوانے میں رو مصنف مرحوم سے جو اغلاط سہو نظر کے باعث رہ گئے تھے وہ بھی بجنسہ چھپوا دیئے گئے،، اِس میں شک نہیں کہ مصنف میں بہت سی اعلیٰ خوبیاں اور قابل تعریف باتیں بھی تھیں اور بہت قدیم وجدید زبانوں میں وہ بہت کچھ دستگاہ بھی رکھتے تھے لیکن ہم بحیثیت ایک ثالث کے یہہ کہہ سکتے ہیں کہ اُنہوں نے مسیح کی تعلیم کو بالکل نہیں سمجھا تھا اُسکے سمجھنے کے لئے ایک گہرے سمندر کی تہ میں جانے کی ضرورت تھی مگر وہ اوپر ہی تیرتے رہے اور اِس لئے گو اِن کی زندگی اچھی گذری لیکن غلطی میں گذری اور اُن کے شاگردوں کے لئے اُسکا تذکرہ چنداں فخر کا موجب نہیں ہو سکتا ہے +

مصنف اور ایڈیٹر دونوں نے اسبات پر بڑا زور دیا ہے کہ عیسائیوں نے محرمات ماکولات حلال مردار کی قید غسل طہارت وغیرہ کے متعلق جو احکام شریعت تھے اُن کو اُٹھا دیا۔ اور دونوں اسبات میں اتفاق کرتے معلوم ہوتے ہیں کہ تزکیۂ نفس و صفائی باطن اُنکے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہہ حقیقت کے بالکل برعکس بات ہے اندرونی صفائی سے ہمیشہ بیرونی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ بیرونی صفائی سے باطن کبھی صاف نہیں ہوتا بلکہ فریسیوں کی سی مکاری اور ریاکاری بڑھ جانے کا زیادہ احتمال رہتا ہے اور ہمیں معلوم نہیں کہ اُنہوں نے کن عیسائیوں کو نظیراً اپنے سامنے رکھا ہے۔ کیا اب عیسائی غسل نہیں کرتے یا آبدست نہیں لیتے یا کپڑے صاف نہیں رکھتے ؟۔ کونسی بات ہے جس سے وہ نجاست پسند کہلانیکے مستحق ٹھہر سکتے ہیں ؟ البتہ اتنا فرق ہے کہ مصنف تعظیم التوریت اور اُنکے شاگردان باتوں کو احکام الہٰی اور دینداری کا ایک اعلیٰ جز خیال کرتے ہیں اور عام سمجھدار عیسائی محض صفائی بدن و حفظ صحت کی نظر سے ایسا کرتے ہیں اور جہانتک ہم حضرت مسیح کی تعلیم کو سمجھ سکتے ہیں اُس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسیح کی تمام تعلیم میں ایک جگہہ بھی ایسا دیکھہ نہیں پڑتا جہاں اُسنے اِن ظاہری باتوں پر اس قدر زور دیا ہو۔ اُسکی اور دنیا کے تمام مذہب کی اعلیٰ تعلیم کا میلان ہمیشہ باطن کی صفائی کیطرف رہا ہے اور حقیقت میں یہی ایک چیز ہے جس سے انسان کو مستحکم اور پائیدار فائدہ پہنچسکتا ہے +

رُوئداد جلسہ خاص منیوسپل کمیٹی لودیانہ وقعہ ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء باجلاس

ماسٹر مولراج صاحب وایس پریزیڈنٹ سردار علی محمد خانصاحب بابو شب سرنداس صاحب لالہ سالگرام صاحب لالہ گوبندرام صاحب منشی رحیم بخش صاحب سید غلام محمد صاحب لالہ امجید اس صاحب لالہ رام رتن داس صاحب ڈاکٹر بھگوانداس صاحب چودھری اسیر سنگھ صاحب ۔ ممبران +

نمبر ۱۔ رپوٹ سب کمیٹی مال درباب تجویز ترمیم نرخ محصول چنگی وجاری رکھنے مال خانجات واسطے رکھنے مال راہ رد کمیٹی میں پیش ہوئی۔ کثرت رائے سے تجویز ہوئی کہ پوٹ سب کمیٹی نسبت محصول قائمی مالخانہ جات منظور کیجاوے مگر اشیائے مفصلہ ذیل پر محصول حسب تفصیل ذیل تجویز کیا جاوے +

روئی فی من پختہ ۶ر + انبہ پختہ فی ٹوکرہ ۲ر + خربوزہ و تربوزہ وغیرہ فی گاڈی دو بیلی ۲ر + بوجھہ + ترکاری سبزی وغیرہ اگر مالیت میں ایک روپیہ سے کم کا ہو تو محصول سے بری رہیگا بصورت مالیت یکصد روپیہ کے ۳ر فی بوجھہ لیا جائیگا۔ تیل کروسین فی بکس جس میں دو کنستر ہوتے ہیں ۲ر + سرشف فی من پختہ ۹ر + پارچہ انگریزی سوائے زری ریشمی کے فی من عہ ۸ر + پارچہ زری و ریشمی فی روپیہ مالیت پر ۳ر + جوڑہ لوئی اونی فی جوڑہ بدستور ۳ر + مال پارچہ پشمینہ فیصدی مالیت پر عہ ۸ر + اور نوٹس میعادی ۳۰ دن کے موقعہ جات عام پر واسطے آگاہی عذرداران مشتہر کیا جاوے +

نمبر ۲ رپوٹ سب کمیٹی درباب آمیزش اشیائے خوردنی یعنے مثل گھی وغیرہ میں چربی کا ملانا حسب منشا رزولیوشن نمبر ۲۴ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۴ء + سب کمیٹی کی رائے پر غور کرنے کے بعد تجویز ہوئی کہ کمیٹی کی رائے کو تجویز گورنمنٹ سے اتفاق ہے یعنے کسی چیز میں آمیزش کرنے سے جرم قرار دیا جائے اور کوئی دفعہ ایکٹ ہذا منیوسپل میں ایزاد کری جاوے جواب چٹھی کا دیا جاوے +

نمبر ۳۔ رپوٹ سب کمیٹی بجواب چٹھی صاحب کمشنر بہادر حفظان صحت پنجاب بموجب رزولیوشن نمبر ۲۵ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۴ء + تجویز ہوئی رائے سب کمیٹی منظور ہے بموجب اِس کے جواب چٹھی صاحب کمشنر بہادر حفظان صحت پنجاب کا دیا جاوے اور داروغہ صفائی کے نام لکھا جاوے کہ خریداران گوڑہ کو تاکید کر دیوے کہ گڈہ ہائے ایسے نہ بھرے جاویں جو گوڑہ سڑکوں اور رستوں میں گرتا جاوے اگر گوڑہ گریگا خریدان گوڑہ کو سزا ہوگی داروغہ اِس انتظام کا ذمہ دار ہے +

نمبر ۱۳ چٹھی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نمبر ۱۹ مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۹۶ء بدین مضمون کہ اگر کمیٹی لودیانہ کو خرید گزٹ انگریزی کل کی منظور ہے تو قیمت گورنمنٹ سے مل سکتا ہے درجہ دوم کے کمیٹیوں کو بلا قیمت انگریزی گزٹ کل نہیں ملسکتا — تجویز ہوئی قیمت منگوایا جاوے جواب چٹھی کا دیا جاوے

نمبر ۱۴ چٹھی مسٹر سفنیڈی صاحب گماشتہ رالی وغیرہ سوداگراں بدرخواست واپسی محصول غلہ گندم جو لودیانہ سے خرید کرتے گئے ہیں تجویز ہوئی تجویز ترمیم قواعد محصول چنگی کے ہو کر گورنمنٹ میں بنا بر منظوری عنقریب جانے والے ہیں بعد حاصل ہونے منظوری کے قواعد نسبت واپسی محصول مرتب ہوویں گے اور انہیں کے مطابق عمل درآمد ہوگا جواب چٹھی سفنیڈی صاحب کا دیا جاوے +

نمبر ۱۵ مسودہ قواعد امیدواران کمیٹی میں پیش ہوا۔ تجویز ہوئی کہ کمیٹی ان قواعد کو پسند کرتی ہے +

(۲) نور افشاں کی ترقی (۱)

ہمارے مہربان خریداران نور افشاں چاہتے ہیں کہ چونکہ نور افشاں بہت چھوٹا پرچہ ہے اور اپنے فرائض کو پورے طور پر ادا نہیں کرسکتی۔ بہتر ہے کہ بہہ بڑھا دیا جاوے ہم اپنی رائے پیشتر ظاہر کر چکے ہیں۔ اب خریداروں کی ہمت پر موقوف ہے جو صاحب اسکی ترقی کے خواہاں ہیں۔ مہربانی سے بذریعہ کارڈ مطلع فرما دیں لیکن ان امور کا خیال مد نظر رکھیں۔ منظوری و نامنظوری سے ضرور اطلاع دیں +

(۱) بجائے آٹھ صفحہ کے ۱۲ صفحہ ہوگا۔ (۲) قیمت مع محصول ۲ روپے ہوگی — (۳) بلا محصول ۱۲/ — زیادہ پرچوں کے خریداروں کے لئے بھی کچھ تغیر تبدل ہوگا +

المشتہر
پادری سی۔ بی نیوٹن صاحب
سپرنٹنڈنٹ وایڈیٹر نور افشاں

لودیانہ

خبر ہے۔ کہ جو اپیل اہل ہنود نے احسن شاہ صاحب اور بہرام خاں صاحب کی بابت چیف کورٹ میں دائر کروائی تھی وہاں سے برائے تحقیقات صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لودیانہ کے پاس بھیجی گئی ہے +

مسٹر ویکفیلڈ صاحب بہادر کی یادگار قائم کرنیکے لئے وصولی چندہ کے پروانجات سب کمیٹی نے جاری کر دیئے

گورنمنٹ سکول کے ایک طالبعلم مسمی احمد جان نے اپنے استاد شادی رام پر ۱۸/۹ روپیہ قرضہ کی عرضی ہیڈ ماسٹر صاحب مسٹر بیکر کی خدمت میں پیش کر دی جب استادوں اور شاگردوں میں یہہ معاملات ہوں تو پھر کیونکر یہہ مثل صادق آئیگی +

گر ہمیں مکتب است ایں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

مسٹر بیکر صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ اسکول کی محنت اور جانفشانی کا یہہ نتیجہ نکلا کہ تعداد طلبا روز افزوں ہے اسلئے پرائمری اسکول کے اشاد و کثرت طلبا و تنگی مکان کے سبب نالاں ہیں کمیٹی کی توجہ درکار ہے۔ تاکہ مکان کشادہ کئے جائیں +

بتاریخ ۲۱ ماہ حال امتحان انٹرنس یہاں شروع ہوگیا پادری ملوم صاحب سپرنٹنڈنٹ کرسچن بوائز بورڈنگ سکول امتحان کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے ہیں +

داروغہ جعفر حسین صاحب اپنے کام پر واپس تشریف لے آئے +

ایک منصف مزاج کی رائے ہے کہ جن نقل نویسوں نے کمی اُجرت نقل نویسان کی بابت عرضی دی ہے وہی کم کر دیئے جائیں تو بہتر ہوگا جیسا کہ چندہ راجاہ در پیش ہوا کرتا ہو +

گرجا (بیت اللہ) متصل کوتوالی کے قریب شراب خانہ تو پہلے ہی تھا اب گرجا کے عقب ساقی خانہ (بھنگیڑ خانہ) بھی جاری ہوگیا۔ جہاں ہر وقت بھنگ چرس چانڈو وغیرہ کے دور چلتے ہیں۔

ہم میونسپل کمیٹی سے درخواست کرتے ہیں کہ خانہ خدا کا تو پاس کیا جاوے۔ مہربانی سے انکو اور جگہہ فرصت ہو جائے کہ یہیں یہہ مثل صادق نہ آوے +

مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہیئے

رسید زر

شکریہ کے ساتھ ان معاونین کو رسید دیجاتی ہے جنہوں نے قیمت اخبار بھیجکر امداد فرمائی +

جناب پادری انتو ندت صاحب معرفت		
جناب پادری آر ہاسکنس صاحب	شاہجہانپور	عہ/ ۳
جناب سردار عطر سنگھ صاحب	لودیانہ	عہ
گورنمنٹ پنجاب لاہور معرفت سکرٹری صاحب		عہ/ ۳
منشی عبد اللطیف صاحب شملہ		۱ر ۲
جناب بھائی امرداس صاحب	فیروزپور	للعہ
جناب منشی غلام احمد صاحب	نوشہرہ	عہ/ ۲
جناب مسٹر ہیوٹن صاحب	کلارک آباد	للعہ
جناب منشی محمد حسین صاحب	احمد آباد	۱۴ر
جناب مسٹر جان منگلو صاحب	دیرہ دون	۱۲ر
جناب بھائی چادو سنگھ صاحب	بسرام پور	للعہ
جناب مسٹر جان شمس صاحب	بانکے پور	عہ/ ۳
جناب سکرٹری صاحب برہمو سماج	کوئٹہ	عہ/ ۳
جناب سید مصطفیٰ حسن صاحب	امروہہ	عہ/ ۳

ضرورت

وزیر آباد سکاچ مشن سکول کے لئے ایک سکینڈ ماسٹر کی جس نے ایف اے کا امتحان پاس کیا ہو ضرورت ہے۔ تنخواہ مبلغ ۳۰ روپیہ دیجاویگی۔ درخواست مع اسناد مجھہ مشتہر کے پاس جلد آنی چاہیئے

المشتہر
کے۔ ایم۔ بوس۔ ہیڈ ماسٹر مشن سکول
وزیر آباد

جلسہ تقسیم انعام طلباء مدرسہ سگھت لودیانہ بتاریخ ۲۸ مارچ ... صبح کے ۹ بجے مدرسہ ... میں منعقد ہوگا ... تقسیم ہوگی ... احباب ... جلسہ کو رونق بخشیں + المشتہر ...